السلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ

حافظ والاضلع بہاولنگر سے حاجی ضیاء الدین لکھتے ہیں کہ ایک آدمی کاشتکاری کے لیے زمین ٹھیکہ پرلیتا ہے، پھر اس کی کاشت کاری پر اخراجات اٹھاتا ہے مثلاًٹریکٹر کے ذریعے اسے بویا جاتا ہے، پھر اس پر کھاد سپرے کٹائی کی مزدوری اور تھریشر وغیرہ پر کافی خرچہ آتا ہے کیا عشر دینے سے پہلے ان اخراجات کو پیداوار سے منہا کرلیا جائے یا کل پیداوار سے عشر ادا کیا جائے ؟ کتاب وسنت کی روشنی میں جواب دیں ؟

الجواب بعون الوہاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمة اللہ وبرکاتہ!

الحمد للہ، والصلاة والسلام علیٰ رسول اللہ، أما بعد!

اس جواب سے پہلے عشر کی حیثیت اور مقدار نیز پیداوار کا تعین ضروری ہے جس پر عشر وصول کیا جاتا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے : کہ وہ زمین جسے بارش یا قدرتی چشمہ کا پانی سیراب کرتا ہو یا کسی دریا کے کنارے ہونے کی وجہ سے خود بخود سیراب ہو جاتی ہو تو اس کی پیداوار سے دسواں حصہ بطور عشر لیا جائے گا اور وہ زمین جسے کنوئیں سے پانی کھینچ کر سیراب کیا جاتا ہے تو اس کی پیداوار سے بیسواں حصہ لیا جائے گا۔ (صحیح بخاری زکوة: 1483)

اس حدیث میں پیداوار دینے والی زمین کی حیثیت اور اس کی پیداوار پر مقدار عشر کو واضح الفاظ میں بیان کر دیا گیا ہے جس کی تشریح آیندہ کی جائے گی لیکن کتنی مقدار جنس پر عشر دینا ہو گا وہ ایک دوسری حدیث میں ہے، رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا : کہ پانچ وسق سے کم پیداوار میں زکوة، یعنی عشر نہیں ہے۔ (صحیح بخاری : کتاب الزکوة 1484

اور واضح رہے کہ ایک وسق ساٹھ صاع کا ہوتا ہے، گویا نصاب جنس 300 صاع ہیں، جدید اعشاری نظام کے مطابق صاع 2 کلو 100 گرام کا ہوتا ہے۔ اس حساب سے پانچ وسق کے 630 کلوگرام ہوتے ہیں۔ بعض اہل علم کے نزدیک ایک صاع اڑھائی کلو کے مساوی ہوتا ہے، لہذا ان کے ہاں پیداوار کا نصاب 750 کلوگرام ہے۔ غربا اور مساکین کی ضرورت کے پیش نظر پیداوار کا نصاب 630 کلوگرام مقرر کیا جانا زیادہ مناسب معلوم ہوتا ہے۔ اول الذکر حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ شریعت نے مقدار عشر کے لیے اس کی سیرابی یعنی پیداوار لینے کے لیے پانی کو مدار قرار دیا ہے اگر کھیتی کو سیراب کرنے کے لیے پانی بسہولت دستیاب ہے اس پر کسی قسم کی محنت یا مشقت نہیں اٹھانا پڑتی تو اس میں پیداوار کا عشر یعنی دسواں حصہ بطور زکوة نکالنا ہو گا۔ اس کے برعکس اگر پانی حاصل کرنے کے لیے محنت و مشقت اٹھانا پڑتی ہو یا اخراجات برداشت کرنا پڑیں تو اس میں نصف العشر یعنی بیسواں حصہ ہے۔ ہمارے ہاں عام طور پر زمینوں کی آبپاشی دو طرح سے کی جاتی ہے :

(1) نہری پانی : حکومت نے اس کے لیے مستقل محکمہ انہار قائم کر رکھا ہے اس پر زمیندار کو محنت و مشقت کے علاوہ اخراجات بھی برداشت کرنا پڑتے ہیں، آبیانہ وغیرہ ادا کرنا ہوتا ہے، اس کے باوجود نہری پانی فصلوں کے لیے کافی نہیں ہوتا، اس کے لیے دوسرے ذرائع سے ضروریات کو پورا کیا جاتا ہے۔

(2) ٹیوب ویل : ٹیوب ویل لگانے کے لیے کافی رقم درکار ہوتی ہے جب اس کی تنصیب مکمل ہو جاتی ہے واپڈا کا رحم و کرم شروع ہو جاتا ہے ماہ بماہ کمر توڑ اور اعصاب شکن بجلی کا بل ادا کرنا پڑتا ہے یا پھر گھنٹے کے حساب سے پانی خرید کر کھیتوں کو سیراب کیا جاتا ہے، لہذا زمین سے پیداوار لینے کے لیے ذاتی محنت و مشقت اور مالی اخراجات کے پیش نظر ہمارے ہاں پیداوار پر نصف العشر یعنی بیسواں حصہ بطور زکوة دینا ہوتا ہے، اس کے علاوہ جتنے بھی اخراجات ہیں ان کا تعلق زمین کی سیرابی یا آبپاشی سے نہیں ہے بلکہ وہ اخراجات زمیندار پیداوار بچانے یا بڑھانے کے لیے کرتا ہے، مثلاً کھاد سپرے وغیرہ یا پھر زمیندار اپنی محنت و مشقت سے بچنے اور اپنی سہولت کے پیش نظر کرتا ہے، مثلاً بوتے وقت ٹریکٹر کا استعمال، کٹائی کے وقت مزدور کو لگانا یا فصل اٹھاتے وقت تھریشر وغیرہ کا استعمال۔

مختصر یہ کہ شریعت نے مقدار عشر کے لیے زمین کی سیرابی کو مدار بنایا ہے اس کے علاوہ جو اخراجات ہیں ان کا تعلق مقدار عشر سے نہیں ہے، لہذا جہاں زمین کی سیرابی کے لیے قدرتی وسائل ہوں گے وہاں پیداوار سے عشر (دسوال حصہ) لیا جائے گا اور جہاں زمین سیراب کرنے کے لیے قدرتی وسائل نہیں بلکہ محنت و مشقت کرنا پڑیں تو وہاں نصف العشر یعنی بیسواں حصہ دینا ہو گا۔ ہمارے ہاں عام طور پر پیداوار کا بیسواں حصہ دیا جاتا ہے، پیداوار میں دسواں دینے والی زمینیں بہت کم ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دور میں عام طور پر مہاجرین تجارت اور انصار زراعت پیشہ تھے وہ لوگ زمین کو خود کاشت کرتے تھے اور خود ہی کاٹتے اور فصل اٹھاتے تھے، البتہ زمینوں کی سیرابی کے لیے محنت و مشقت اور اخراجات برداشت کرنے کی وجہ سے انہیں پیداوار سے بیسواں حصہ بطور عشر ادا کرنا ضروری تھا، اس کے علاہ کسی قسم کے اخراجات پیداوار سے منہا نہیں کیے جاتے تھے، اسی طرح خیبر کی زمین پیداوار کے طے شدہ حصے کے عوض کاشت کی جاتی تھی، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو جو حصہ ملتا اگر وہ نصاب کو پہنچ جاتا تو اس سے اللہ تعالیٰ کا حصہ الگ کر دیتے تھے، زمیندار چونکہ زمین کا مالک ہوتا ہے وہ ٹھیکے کی اس رقم کو اپنی مجموعی آمدنی میں شامل کر کے اگر وہ نصاب تک پہنچتی ہے تو اس میں سے زکوة ادا کرے گا اور زمین ٹھیکے پر لینے والا کاشت کرنے میں صاحب اختیار رہتا ہے اور پیداوار کا مالک بھی وہی ہوتا ہے تو وہ مختار کی حیثیت سے ادا عشر کرے گا، ٹھیکے کی رقم اس سے منہا نہیں کی جائے گی، اسی طرح سہولت کے لیے یا اپنی پیداوار بڑھانے کے لیے جو رقم خرچ کی جاتی ہے یہ اخراجات بھی پیداوار سے منہا نہیں ہوں گے، البتہ محنت و مشقت یا مالی اخراجات جو زمین کی سیرابی پر آتے ہیں ان کے پیش نظر شریعت نے اسے رعایت دی ہے کہ وہ اپنی پیداوار سے بیسواں حصہ ادا کرے، اگر اس رعایت کے باوجود ٹھیکہ کی رقم کھاد، سپرے کے لیے اخراجات، کٹائی کے لیے مزدوری اور تھریشر وغیرہ کے اخراجات بھی منہا کر دیئے جائیں تو باقی کیا بچے گا جو عشر کے طور پر ادا کیا جائے گا، لہذا ہمارا رجحان یہ ہے کہ کاشتکار کسی قسم کے اخراجات منہا کیے بغیر اپنی پیداوار سے بیسواں حصہ بطور عشر ادا کرے گا بشرطیکہ اس کی پیداوار پانچ وسق تک پہنچ جائے اگر اس سے کم ہے تو عشر نہیں ہو گا، ہاں اگر چاہے تو دینے پر قدغن نہیں ہے، (واللہ اعلم)

هذا ما عندي واللہ أعلم بالصواب

فتاوی اصحاب الحدیث

جلد:1 صفحہ:185